22 جنوری 1963

از عدالت عظمیٰ

ایم رامپپا

بنام

گورنمنٹ آف آندھرا پردیش اور دیگر

(بی پی سنہا، سی جے، پی بی گجیندر گڈکر، کے این وانچو، ایم ہدایت اللہ اور جے سی شاہ، جسٹسز۔)

ریاستی خدمت — ملازم کی برطرفی — ٹریبونل کی تقرری — جواز — حیدرآباد پبلک سرونٹس (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ، 1950 (حیدرآباد۔ 1950 کا XXIII)، دفعات 3، 4 — آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری ٹریبونل) قواعد، 1953 — اسٹیٹ ری آرگنائزیشن ایکٹ، 1956 (1956 کا XXXVII)، دفعات 115، 120، 121، 122,127۔

اپیل کنندہ حیدرآباد ریونیو سروس میں ملازم تھا اور محکمہ تعمیرات عامہ میں حکومت کے ڈپٹی سکریٹری کے عہدے پر فائز تھا۔ حکومت آندھرا پردیش نے تادیبی کارروائی کے لیے ٹریبونل کے ذریعے تحقیقات کا حکم دیا۔ ٹریبونل نے الزامات کی تحقیقات کی اور اپیل کنندہ کو ملازمت سے برخاست کرنے کی سفارش کی اور اپیل کنندہ کو مناسب نوٹس کے بعد حکومت آندھرا پردیش نے اسے برخاست کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے مذکورہ حکم کو کالعدم قرار دینے کے لیے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت درخواست دائر کی، جسے ہائی کورٹ نے مسترد کر دیا۔ اس عدالت میں اپیل کنندہ نے استدعا کی کہ مسٹر سری رام مورتی کی تقرری نااہل ہے کیونکہ وہ حیدرآباد ایکٹ کے تحت ٹریبونل آف انکوائری کے طور پر کام کرنے کے اہل نہیں ہیں۔

مانا گیا کہ اس کی دفعہ 127 کی بنا پر ریاستی تنظیم نو ایکٹ کا اطلاق ہوتا ہے چاہے وہ حیدرآباد پبلک سرونٹس ایکٹ، 1950 میں کسی بھی چیز سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ دفعہ 127 اور دفعہ 122 کے ذریعے دیے گئے اختیار کی وجہ سے حکومت آندھرا پردیش حیدرآباد ایکٹ کے تحت کسی اتھارٹی کا نام رکھنے کی مجاز تھی حالانکہ یہ اتھارٹی مؤخر الذکر ایکٹ کے تحت اہل نہیں تھی۔ دفعہ 122 کے اختتامی الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ دفعہ 122 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن پر موجودہ قانون خود ہی مختلف انداز میں اثر انداز ہونا تھا۔ اس طرح دفعہ 122 نے حیدرآباد ایکٹ کو دفعہ 122 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق بنا دیا۔ نوٹیفکیشن کے بعد اس ایکٹ کو نوٹیفکیشن کے مطابق لاگو کیا گیا اور نوٹیفکیشن کے ذریعے اس پر عمل درآمد کیا گیا۔ دفعہ 120 کے تحت حیدرآباد ایکٹ کی موافقت نوٹیفکیشن اور نوٹیفکیشن کے جاری ہونے کی مثال نہیں تھی جس کے مطابق حیدرآباد ایکٹ

جاری کیا گیا تھا اور اس لیے مسٹر سری رام مورتی کی تقرری درست تھی۔

دیوانی اپیل کا حد اختیار 1962: کی سول اپیل نمبر 356۔

1960 کی تحریری درخواست نمبر 46 میں آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے 13 دسمبر 1960 کے فیصلے اور حکم سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل کنندہ کی طرف سے اے وی وشوناتھ شاستری، بی پارتھا سارتھی اور آر واسودیو پلئی۔

جواب دہندگان کی طرف سے ریاست آندھرا پردیش کے ایڈووکیٹ جنرل ڈی نرسراجو، کے آر چودھری اور پی ڈی مینن۔

.1963 22 جنوری۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ہدایت اللہ، جے۔ — یہ آندھرا پردیش کی ہائی کورٹ کے 13 دسمبر 1960 کے فیصلے اور حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے، جس میں 1960 کی رٹ پٹیشن نمبر 46 کو مسترد کیا گیا ہے۔ درخواست گزار ہمارے سامنے اپیل کنندہ ہے۔ اس اپیل کے جواب دہندگان حکومت آندھرا پردیش اور ٹریبونل برائے ڈسپلنری پروسیڈنگز، آندھرا پردیش کے چیئرمین ہیں۔ اپیل کنندہ حیدرآباد ریونیو سروس میں ملازم تھا اور 1956 میں پبلک ورکس ڈپارٹمنٹ میں حکومت کے ڈپٹی سکریٹری کے عہدے پر فائز تھا۔ سی آئی ڈی کی طرف سے پیش کردہ ایک رپورٹ پر حکومت آندھرا پردیش نے ڈسپلنری پروسیڈنگز کے ٹریبونل کے ذریعے حیدرآباد پبلک سرونٹس (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ، 1950 (1950 کا حیدرآباد ایکٹ نمبر XXIII) کی دفعہ 4 کے تحت تحقیقات کا حکم دیا۔ ٹریبونل نے 19 الزامات کی تحقیقات کی اور 11 جولائی 1959 کو اپنی رپورٹ پیش کی۔ ٹریبونل نے 4 الزامات ثابت پائے اور پہلے الزام کے پیش نظر جس میں رشوت قبول کرنا اور الزام نمبر 14 جو سرکاری ریکارڈ کے ساتھ چھیڑ چھاڑ سے متعلق ہے، ٹریبونل نے سفارش کی کہ اپیل گزار کو ملازمت سے برخاست کیا جائے۔ اپیل کنندہ کو مناسب نوٹس کے بعد حکومت آندھرا پردیش نے اپیل کنندہ کو برخاست کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اپیل کنندہ نے آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک درخواست دائر کی جس میں درخواست کی گئی کہ حکومت کی طرف سے منظور کردہ حکم کو کالعدم قرار دیا جائے۔ اپیل کنندہ نے، دیگر باتوں کے ساتھ، دلیل دی کہ حیدرآباد پبلک سرونٹس (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ، 1950 کے تحت، ٹریبونل صرف ان افراد پر مشتمل ہو سکتا ہے جو ہندوستان کے علاقے میں سیشن ججوں کے طور پر کم از کم 3 سال کی مدت کے لیے تعینات عدالتی افسران تھے۔ انہوں نے دعوی کیا کہ اگرچہ 19 اپریل 1959 تک ڈسپلنری پروسیڈنگز ٹریبونل کے طور پر کام کرنے والے مسٹر آر بھاسکر راؤ کے سامنے انکوائری مناسب طریقے سے شروع ہوئی تھی، لیکن ان کے بعد مسٹر ایم سری رام مورتی آئے جو اہل نہیں تھے لیکن جنہوں نے دلائل سن کر رپورٹ پیش کی۔ انہوں نے دعوی کیا

کہ مسٹر سری رام مورتی نے تین سال تک سیشن جج کا عہدہ نہیں سنبھالا تھا۔ واحد سوال، جس پر آندھرا پردیش ہائی کورٹ نے غور کیا، یہ تھا کہ کیا ان حالات میں مسٹر سری رام مورتی کو ٹریبونل کے طور پر کام کرنے کے لیے نااہل قرار دیا گیا تھا۔ ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ ریاستی تنظیم نو ایکٹ کی دفعات اور حکومت آندھرا پردیش کی طرف سے یکم نومبر 1956 کو جاری کردہ نوٹیفکیشن کے پیش نظر، جس کے ذریعے آندھرا پردیش میں ڈسپلنری پروسیڈنگز کے ٹریبونل کو حیدرآباد پبلک سروینٹس (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ، 1950 کے تحت کام کرنے کا اختیار دیا گیا تھا، مسٹر سری رام مورتی حیدرآباد ایکٹ کے تحت قابل عمل افعال انجام دینے کے اہل تھے۔ ہائی کورٹ نے اس کے مطابق عرضی کو خارج کر دیا۔

مسٹر وشوناتھ شاستری کا دعویٰ ہے کہ مسٹر سری رام مورتی کی تقرری نااہل تھی کیونکہ وہ حیدرآباد ایکٹ کے تحت ٹریبونل آف انکوائری کے طور پر کام کرنے کے اہل نہیں تھے۔ ہمارا تعلق حیدرآباد ایکٹ اور ریاستوں کی تنظیم نو ایکٹ، 1956 (ایکٹ نمبر۔ 1956 کا XXXVII)۔ پہلے ایکٹ کی متعلقہ دفعات سیکشن 3 اور 4 ہیں اور اب انہیں دیکھا جا سکتا ہے۔ حیدرآباد پبلک سروینٹس (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ 1950 کی دفعہ 3، جہاں تک یہ مواد ہے، مندرجہ ذیل ہے:

".3 (1) اس ایکٹ کے مقصد کے لیے ایک یا زیادہ اراکین پر مشتمل ایک ٹریبونل تشکیل دیا جائے گا۔

(2) ٹریبونل کا ہر رکن ایک عدالتی افسر ہوگا جو ہندوستان کے علاقے میں تین سال سے کم مدت کے لیے سیشن جج کے طور پر ملازم رہا ہو۔

حصہ 4 مندرجہ ذیل ہے:

".4 حکومت، اور ایسے معاملات میں، اگر کوئی مقرر کیا جائے تو، تحقیقات کے لیے ٹریبونل کا حوالہ دے سکتی ہے اور کسی سرکاری ملازم کی طرف سے بدانتظامی یا نااہلی یا بے وفاداری کے الزام سے متعلق کسی بھی معاملے کی اطلاع دے سکتی ہے۔"

ریاست آندھرا پردیش کے قیام سے پہلے ریاست آندھرا میں متعلقہ دفعات آندھرا سول سروسز (ڈسپلنری ٹریبونل) قواعد، 1953 تھیں، جو آئین کے آرٹیکل 309 کی شق کے تحت بنائے گئے تھے۔ ان قوانین کے تحت جو یکم اکتوبر 1953 کو نافذ ہوئے، یہ فراہم کیا گیا تھا:

".3 (a) ٹریبونل ضلع اور سیشن جج کی حیثیت کے ایک عدالتی افسر پر مشتمل ہوگا۔

(پروویسو کو خارج کر دیا گیا)

یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ مسٹر ایم سری رام مورتی نے اس اصول کے تحت اہلیت حاصل کی تھی۔

یکم نومبر 1956 کو ریاست آندھرا پردیش کا قیام حیدر آباد ریاست کے کچھ حصوں کو ریاست آندھرا کے ساتھ ضم کر کے ہوا۔ ریاستوں کی تنظیم نو کا قانون جو قوانین کے تصادم کے لیے فراہم کردہ مربوط اکائیوں میں ایک ہی موضوع پر متنوع قوانین کے وجود پر غور کرتا ہے۔ خدمات سے متعلق دفعہ 115 کے تحت یہ شرط رکھی گئی تھی کہ ہر وہ شخص جو مقررہ دن سے فوراً پہلے کسی موجودہ ریاست کے امور کے سلسلے میں خدمات انجام دے رہا تھا، جس کے علاقوں کو کسی دوسری ریاست میں منتقل کر دیا گیا تھا، اس تاریخ سے عارضی طور پر اس موجودہ ریاست میں جانشین ریاست کے امور کے سلسلے میں خدمات انجام دیتا رہے گا جب تک کہ اسے کسی دوسری جانشین ریاست کے امور کے سلسلے میں عارضی طور پر خدمات انجام دینے کی ضرورت نہ ہو۔ اس سیکشن کے تحت اپیل کنندہ نے خود بخود جانشین ریاست یعنی ریاست آندھرا پردیش کی خدمت کرنا شروع کر دی۔ دفعہ 120 نے ریاستی حکومت کو قوانین کو اپنانے کا اختیار دیا۔ اس میں یہ شرط رکھی گئی کہ آنے والی ریاست کی حکومت کسی موجودہ ریاست کے قانون کی موافقت اور ترمیم کر سکتی ہے، چاہے وہ منسوخی یا ترمیم کے ذریعے ہو، جو ضروری یا مناسب ہو، اور اس طرح کے موافقت کے بعد، اس طرح کے ہر قانون کو اس وقت تک نافذ کرنا تھا جب تک کہ کسی مجاز مقننہ یا دیگر مجاز اتھارٹی کے ذریعہ اس میں تبدیلی، منسوخی یا ترمیم نہ کی جائے۔ دفعہ 121 نے عدالتوں، ٹریبونلز اور حکام کو ان قوانین کی تشریح کرنے کا خصوصی اختیار دیا جہاں کسی نئی تشکیل شدہ ریاست کے سلسلے میں قانون کے اطلاق کو آسان بنانے کے لیے کسی قانون کو اپنانے کے لیے کوئی التزام یا ناکافی التزام نہیں کیا گیا ہے حالانکہ اس معاملے کے مواد کو متاثر کیے بغیر۔ دفعہ 122 پھر اس طرح فراہم کی گئی:

"122. مرکزی حکومت، کسی بھی حصہ سی ریاست کے حوالے سے، اور ریاستی حکومت کسی بھی نئی ریاست یا کسی منتقل شدہ علاقے کے حوالے سے، سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے اس اختیار، افسر یا شخص کی وضاحت کر سکتی ہے جو مقررہ دن سے، اس دن نافذ کسی قانون کے تحت قابل عمل افعال کو انجام دینے کے اہل ہوگا جس کا اس نوٹیفکیشن میں ذکر کیا جائے اور ایسا قانون اسی کے مطابق نافذ ہوگا۔"

آخر میں، دفعہ 127 مندرجہ ذیل ہے:

"127. اس ایکٹ کی دفعات کسی دوسرے قانون میں موجود اس سے متصادم کسی بھی چیز کے باوجود موثر ہوں گی۔

لہذا، یہ دیکھا جائے گا کہ ریاستی تنظیم نو ایکٹ لاگو ہوتا ہے چاہے وہ حیدر آباد پبلک سرونٹس میں کسی بھی چیز سے مطابقت نہ رکھتا ہو۔ (ٹریبونل آف انکوائری) ایکٹ، 1950۔ دفعہ 127 اور دفعہ 122 کے ذریعے دیے گئے اختیار کی وجہ سے یہ حکومت آندھرا پردیش کے لیے حیدر آباد ایکٹ کے تحت اختیار کا نام رکھنے کا مجاز تھا حالانکہ یہ اختیار مؤخر الذکر ایکٹ کے

تحت اہل نہیں تھا۔ دفعہ 122 کے اختتامی الفاظ "اس دن نافذ کسی بھی قانون کے تحت قابل عمل افعال کو انجام دینے کے اہل ہوں گے جس کا ذکر اس نوٹیفکیشن میں کیا جا سکتا ہے اور اس طرح کا قانون اسی کے مطابق نافذ ہوگا" یہ ظاہر کرتا ہے کہ دفعہ 122 کے تحت جاری ہونے والے نوٹیفکیشن پر موجودہ قانون خود ہی ایک مختلف انداز میں نافذ ہوگا۔

مسٹر وشوناتھ شاستری کی یہ دلیل کہ حیدرآباد ایکٹ سے الگ ہونے سے پہلے، اسے دفعہ 120 کے تحت دفعہ 3 میں مذکور اتھارٹی سے مختلف اتھارٹی کو تبدیل کر کے اپنایا جانا تھا، اس لیے مؤثر ثابت ہو سکتا تھا اگر دفعہ 122 اوپر بتائے گئے انداز میں ختم نہ ہوا ہوتا۔ دفعہ 122 اپنی شرائط سے حیدرآباد ایکٹ کو دفعہ 122 کے تحت جاری کردہ نوٹیفکیشن کے مطابق بولتا ہے۔ نوٹیفکیشن کے بعد وہ ایکٹ نوٹیفکیشن کے مطابق لاگو ہوتا ہے اور نوٹیفکیشن کے ذریعے اس پر عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ ہماری رائے میں دفعہ 120 کے تحت حیدرآباد ایکٹ کی موافقت نوٹیفکیشن کے اجرا کی پیشگی شرط نہیں تھی اور نوٹیفکیشن جس نے حیدرآباد ایکٹ جاری کیا تھا اس کے مطابق لاگو ہوتا تھا اور اس لیے مسٹر سری رام مورتی کی تقرری درست تھی۔ ہم ہائی کورٹ کے اس نتیجے سے متفق ہیں۔ اپیل ناکام ہوجاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.05.09 16:23
I am the author of this document